Open Access
Islamabad Islamicus
Research Journal
pISSN: 2707-7225/eISSN: 2707-7233
www.islamabadislamicus.com
HJRS HEC Journal Recognition System

Comparative Study of Religions in Tafsir Mazhar al-Qur’an: A Research Study

تفسیر مظہر القرآن میں تقابل ادیان کی مباحث: تحقیقی مطالعہ

AUTHORS DETAILS	AUTHORS DETAILS
① Ameera Mushtaq M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies Riphah International University, Faisalabad Email Address: ameermushtaq40@gmail.com	② Dr. Khalid Mahmood Arif Associate Professor/ HOD Department of Islamic Studies Riphah International University, Faisalabad Email Address: khalid.mahmood@riphahfsd.edu.pk

CITATION	SUBMISSION TIMELINE	ARTICLE QR
Mushtaq, A. & Arif, K. M. (2026). Comparative study of religions in Tafsir Mazhar al-Qur’an: A research study. Islamabad Islamicus, 9 no. 1, Jan-Jun (2026): 34-56.	**Received:** Mar 09,2026 **Revised:** Mar 11,2026 **Accepted:** May 21, 2026 **Published Online:** April :26, 2026	

PUBLICATION & ETHICS STATEMENT	LICENSE
Published by **Islamabad Education & Relief Foundation (IERF), Islamabad, Pakistan.** **© The Authors. No conflict of interest declared.** This is an open access article distributed under the terms of the **Creative Commons Attribution 4.0 International License (CC BY 4.0).**	CC BY

Indexed & Abstracted In / Research Profiles

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 34-56

Comparative Study of Religions in Tafsir Mazhar al-Qur'an: A Research Study

❖ ❖ ❖

تفسیر مظہر القرآن میں تقابل ادیان کی مباحث: تحقیقی مطالعہ

Ameera Mushtaq
M. Phil Scholar, Dept. of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad
Email:ameeramushtaq40@gmail.com
Dr Khalid Mahmood Arif
Associate Professor/HOD, Dept. of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad
Email: Khalid.mahmood@riphahfsd.edu.pk

❖ ❖ ❖

Abstract

This study discusses the comparative religion topics found in Tafsir Mazhar al-Quran, an important Qur'anic commentary written in the scholarly tradition of the Indian subcontinent. The Qur'an is the final divine book that guides humanity in matters of faith, worship, morality, and daily life. It also explains the beliefs and histories of earlier nations and religions. In this tafsir, the commentator, Qazi Mazhar Allah, explains different religions in the light of the Qur'an and shows the unique teachings of Islam in a simple and scholarly way.The tafsir mainly discusses Judaism, Christianity, Hinduism, and some other religions, while comparing their beliefs with the teachings of Islam.The study explains that the purpose of the tafsir is not only criticism of other religions but also to present Islam as a complete, peaceful, and true religion. The commentary points out some changes and misunderstandings that appeared in earlier religions over time, especially regarding the belief in the oneness of God.It discusses topics such as the belief in Jesus as divine and the Jewish claim about Ezra being the son of God, which the Qur'an rejects clearly. It also highlights the Islamic concept of Tawhid and explains that Islam presents a pure, simple, and natural understanding of God. Another important feature of Tafsir Mazhar al-Quran is its concise and easy style. The author explains Qur'anic verses clearly without lengthy and difficult discussions, making the tafsir useful for both students and general readers. In the modern world, where interfaith dialogue and peaceful relations among religions are important, this tafsir provides valuable guidance for understanding Islam and comparing it with other faiths .

Keywords: Tafsir Mazhar al-Quran, Qazi Mazhar Allah, Comparative Religion, Islam, Tawhid, Judaism, Christianity, Hinduism, Interfaith Dialogue, Qur'anic Studies.

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 34-56

تمہید و تعارف

برصغیر پاک وہند کی علمی و دینی تاریخ میں بہت سے ایسے جلیل القدر علماء پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے علم، تقویٰ اور دعوتی خدمات کے ذریعے معاشرے کی فکری و روحانی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔ انہی ممتاز شخصیات میں ایک نمایاں نام شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی کا ہے۔

"وہ ان اہلِ علم میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے دہلی کی علمی روایت کو آگے بڑھایا اور دینی علوم کی خدمت کے ساتھ ساتھ اصلاحِ معاشرہ اور تربیتِ افراد کے میدان میں بھی قابل قدر خدمات انجام دیں۔"[1]

ان کی شخصیت علم، عمل، زہد، تقویٰ اور دعوت وارشاد کا حسین امتزاج تھی۔ انہوں نے نہ صرف علمی میدان میں نمایاں مقام حاصل کیا بلکہ اپنی روحانی تربیت اور اخلاقی کردار کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں بھی خاص مقام پیدا کیا۔

ابتدائی تعلیم کے زمانے میں ہی شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی نے اپنی غیر معمولی ذہانت اور علمی ذوق کا مظاہرہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ وہ اپنے اساتذہ کے سامنے مشکل مسائل کو سمجھنے اور ان پر غور و فکر کرنے میں غیر معمولی دلچسپی رکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ بہت کم عمر میں انہوں نے دینی علوم کے بنیادی مضامین میں مہارت حاصل کر لی تھی۔ قرآن مجید، حدیث، فقہ، اصول فقہ اور دیگر اسلامی علوم کے مطالعہ میں انہیں خاص شغف تھا۔ ان کے تعلیمی سفر میں دہلی کے مختلف علمی مراکز اور ممتاز اساتذہ کا بڑا کردار رہا۔ اس زمانے میں دہلی میں ایسے علماء موجود تھے جن کی علمی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ ان اساتذہ کی صحبت نے شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی کی علمی شخصیت کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کیا۔ انہوں نے نہ صرف کتابی علم حاصل کیا بلکہ اساتذہ کی عملی زندگی سے بھی بہت کچھ سیکھا۔ یہی وجہ تھی کہ ان کی شخصیت میں علم اور عمل کا خوبصورت امتزاج نظر آتا ہے۔ شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی کی علمی شخصیت کا ایک اہم پہلو یہ تھا کہ وہ صرف ظاہری علوم تک محدود نہیں رہے بلکہ روحانی تربیت اور باطنی اصلاح کو بھی اپنی زندگی کا لازمی حصہ بنایا۔ برصغیر کی علمی روایت میں ہمیشہ یہ بات ملحوظ رکھی گئی ہے کہ علم کے ساتھ عمل اور اخلاق بھی ضروری ہیں۔ اسی اصول کے تحت انہوں نے صوفیاء کی مجالس سے بھی استفادہ کیا اور اپنی روحانی اصلاح کے لیے بزرگوں کی صحبت اختیار کی۔ اس روحانی تربیت نے ان کے کردار میں عاجزی، اخلاص اور تقویٰ کو مزید نکھار دیا۔

تحریری خدمات

آپ کی تحریری خدمات بھی قابل ذکر ہیں۔ اگرچہ ان کی اصل توجہ تدریس اور اصلاحی سرگرمیوں پر مرکوز رہی لیکن انہوں نے مختلف موضوعات پر علمی اور دینی تحریریں بھی چھوڑیں۔

"ان تحریروں میں دینی مسائل کی وضاحت، اخلاقی تعلیمات کی ترویج اور معاشرتی اصلاح کے پہلو نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔"[2]

آپ کی تحریریں سادہ، واضح اور دلنشین اسلوب کی حامل تھیں۔ شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی کی شخصیت کا ایک اور اہم پہلو ان کی عبادت گزاری اور زہد و تقویٰ تھا۔ وہ اپنی زندگی میں عبادات کا خاص اہتمام کرتے تھے اور دنیاوی آسائشوں سے زیادہ دینی ذمہ داریوں کو ترجیح دیتے تھے۔ ان کی زندگی سادگی اور قناعت کی مثال تھی۔ وہ ہمیشہ اس بات کی کوشش کرتے تھے کہ ان کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کی رضا

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 34-56

کے مطابق ہو۔ آپ کے معاصر علماء بھی ان کی علمی و اخلاقی عظمت کے معترف تھے۔ مختلف علمی حلقوں میں ان کا نام احترام کے ساتھ لیا جاتا تھا۔ ان کی شخصیت میں ایسی کشش تھی جو لوگوں کو ان کی طرف متوجہ کرتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ان کی مجلس میں شریک ہونے والے افراد نہ صرف علمی فائدہ حاصل کرتے تھے بلکہ روحانی سکون بھی محسوس کرتے تھے۔

اصلاحی کردار

برصغیر پاک و ہند کی دینی و علمی تاریخ میں بعض شخصیات ایسی ہوتی ہیں جن کی زندگی صرف ان کے اپنے زمانے تک محدود نہیں رہتی بلکہ ان کے علمی اثرات اور اصلاحی خدمات آنے والی نسلوں تک منتقل ہوتے رہتے ہیں۔

"شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی بھی انہی ممتاز اہلِ علم میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے اپنے علم، کردار اور دعوتی خدمات کے ذریعے معاشرے میں گہرے اثرات مرتب کیے۔ ان کی شخصیت علم و عمل، روحانیت اور خدمتِ دین کا حسین امتزاج تھی۔ انہوں نے اپنی زندگی کو دین کی خدمت، علم کی اشاعت اور معاشرتی اصلاح کے لیے وقف کر رکھا تھا۔"[3]

ان کے علمی حلقے اور مجالس اس بات کی گواہی دیتے تھے کہ وہ نہ صرف ایک بلند پایہ عالم تھے بلکہ ایک ایسے مربی اور مصلح بھی تھے جو اپنے علم کو معاشرے کی بہتری کے لیے استعمال کرنا جانتے تھے۔ ان کی زندگی کا بنیادی مقصد یہی تھا کہ اسلامی تعلیمات کو عام کیا جائے، لوگوں میں دینی شعور پیدا کیا جائے اور معاشرے کو اخلاقی اور روحانی اعتبار سے مضبوط بنایا جائے۔ اسی لیے ان کی شخصیت صرف ایک مدرس یا خطیب کی حیثیت تک محدود نہیں تھی بلکہ وہ ایک ہمہ جہت عالم تھے۔

علمی مجالس

آپ کی علمی مجالس صرف درس و تدریس تک محدود نہیں تھیں بلکہ وہ تربیتی اور اصلاحی مجالس بھی ہوتی تھیں۔ شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ علم کے ساتھ کردار کی تعمیر بھی ضروری ہے۔ اس لیے وہ اپنے شاگردوں کو صرف علمی مسائل نہیں سکھاتے تھے بلکہ انہیں اخلاقی اقدار، عاجزی، اخلاص اور تقویٰ کی تعلیم بھی دیتے تھے۔ وہ اس بات کو بار بار دہراتے تھے کہ ایک عالم دین کی اصل پہچان اس کے کردار اور عمل سے ہوتی ہے۔ اگر علم کے ساتھ اچھے اخلاق اور تقویٰ نہ ہوں تو وہ علم معاشرے کے لیے فائدہ مند نہیں رہتا۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے شاگرد نہ صرف علم میں ممتاز ہوتے تھے بلکہ اخلاقی اعتبار سے بھی نمایاں نظر آتے تھے۔ ان کی تربیت کا اثر یہ تھا کہ ان کے شاگرد جہاں بھی جاتے وہاں علم و اخلاق کی روشنی پھیلاتے تھے اور اس طرح ان کے استاد کی علمی روایت کو آگے بڑھاتے تھے۔

"شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی کی زندگی کا ایک اہم پہلو معاشرتی اصلاح تھا۔ وہ اس بات کو بخوبی سمجھتے تھے کہ معاشرے کی ترقی صرف تعلیمی اداروں کے ذریعے نہیں ہوتی بلکہ عوام کی اخلاقی اور روحانی اصلاح بھی ضروری ہے۔"[4]

اسی لیے وہ عوام الناس کے درمیان بھی فعال کردار ادا کرتے تھے۔ ان کے وعظ و نصیحت کی مجالس نہایت مقبول تھیں اور لوگ دور دور سے ان کی گفتگو سننے کے لیے آتے تھے۔ ان کی تقاریر میں قرآن و حدیث کی روشنی میں اخلاقی مسائل، معاشرتی ذمہ داریاں اور دینی احکام کو نہایت سادہ اور مؤثر انداز میں بیان کیا جاتا تھا۔ وہ لوگوں کو دین کی طرف متوجہ کرتے ہوئے اس بات پر زور دیتے تھے کہ

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 34-56

اسلامی تعلیمات کو صرف نظریاتی طور پر نہیں بلکہ عملی زندگی میں بھی نافذ کرنا ضروری ہے۔ ان کی گفتگو میں نہ تو غیر ضروری سختی ہوتی تھی اور نہ ہی جذباتی شدت بلکہ اس میں حکمت، اعتدال اور اخلاص نمایاں ہوتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے بیانات لوگوں کے دلوں پر گہرا اثر چھوڑتے تھے اور بہت سے لوگ ان کی نصیحتوں سے متاثر ہو کر اپنی زندگی میں مثبت تبدیلی لاتے تھے۔

زہد و تقویٰ

شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی کی شخصیت کا ایک اور اہم پہلو ان کی روحانیت اور زہد و تقویٰ تھا۔ انہوں نے اپنی زندگی میں عبادات کا خاص اہتمام کیا اور دنیاوی آسائشوں سے زیادہ دینی ذمہ داریوں کو اہمیت دی۔ ان کی زندگی نہایت سادہ تھی اور وہ ہمیشہ قناعت اور شکر گزاری کو ترجیح دیتے تھے۔ ان کی عبادت گزاری اور تقویٰ نے ان کی شخصیت کو مزید مؤثر بنا دیا تھا۔ لوگ ان کی زندگی کو دیکھ کر یہ محسوس کرتے تھے کہ وہ جو باتیں کہتے ہیں خود بھی ان پر عمل کرتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ ان کی نصیحتیں لوگوں کے دلوں میں جگہ بناتی تھیں۔ ان کی روحانیت نے ان کی شخصیت میں ایسی کشش پیدا کر دی تھی کہ لوگ ان کی صحبت میں بیٹھ کر سکون اور اطمینان محسوس کرتے تھے۔

"شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی کی خدمات کا اثر صرف ان کی زندگی تک محدود نہیں رہا بلکہ ان کے بعد بھی جاری رہا۔ ان کے شاگردوں نے مختلف علاقوں میں جا کر دینی خدمات انجام دیں اور اپنے استاد کی تعلیمات کو آگے بڑھایا۔"[5]

اس طرح ان کی علمی روایت ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتی رہی۔ ان کی شخصیت اس بات کی مثال ہے کہ ایک مخلص عالم اپنی زندگی کے ذریعے کس طرح ایک علمی اور اخلاقی میراث چھوڑ سکتا ہے جو طویل عرصے تک معاشرے کے لیے فائدہ مند ثابت ہو۔

خدمت دین کا جذبہ

شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی کی علمی خدمات کا ایک اہم نتیجہ ان کے شاگردوں کی صورت میں سامنے آیا۔ انہوں نے جو علمی و تربیتی نظام قائم کیا اس کے نتیجے میں ایسے طلبہ تیار ہوئے جو بعد میں مختلف علاقوں میں جا کر دین کی خدمت کرنے لگے۔ ان شاگردوں نے اپنے استاد کی علمی اور اخلاقی تعلیمات کو آگے بڑھایا اور اس طرح ان کی علمی روایت کو زندہ رکھا۔ یہ کسی بھی عالم کی حقیقی کامیابی ہوتی ہے کہ اس کی تعلیمات اور تربیت آنے والی نسلوں تک منتقل ہوتی رہیں۔ شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی کی زندگی بھی اسی حقیقت کی روشن مثال ہے کہ ایک مخلص عالم اپنے علم اور کردار کے ذریعے ایک ایسی علمی روایت قائم کر سکتا ہے جو طویل عرصے تک معاشرے کے لیے فائدہ مند ثابت ہو۔ ان کی علمی خدمات کے حوالے سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی نہایت اہم ہے جس میں علم کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے:

"مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ"[6]

"جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے کسی راستے پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔"

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 34-56

اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ علم کی تلاش اور اس کی اشاعت اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک عظیم عمل ہے۔ شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی کی پوری زندگی اسی حدیث کی عملی تصویر تھی۔ انہوں نے علم کی تلاش کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا اور اسے دوسروں تک پہنچانے کے لیے مسلسل کوشش کی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی علمی خدمات آج بھی اہلِ علم کے لیے ایک روشن مثال کی حیثیت رکھتی ہیں اور ان کی شخصیت ہمیں یہ پیغام دیتی ہے کہ علم کو ہمیشہ اخلاص، تقویٰ اور خدمتِ دین کے ساتھ جوڑ کر دیکھنا چاہیے کیونکہ یہی وہ اصول ہے جو علم کو حقیقی معنوں میں مؤثر اور بابرکت بناتا ہے۔

تفسیر مظہر القرآن

تفسیر "مظہر القرآن" برصغیر کی معروف تفاسیر میں سے ہے جسے قاضی مظہر اللہ نے نہایت عمدہ اسلوب میں تحریر کیا۔ یہ تفسیر اپنی جامعیت اور اختصار کی وجہ سے طلبہ اور اہلِ علم دونوں کے لیے مفید ہے، جس میں آیات کی ایسی تشریح کی گئی ہے کہ مفہوم اور عملی پہلو دونوں واضح ہو جاتے ہیں۔

تفسیر "مظہر القرآن" برصغیر کی ایک معروف تفسیر ہے جسے قاضی مظہر اللہ نے عمدہ اسلوب میں تحریر کیا۔ یہ اپنی جامعیت اور اختصار کی وجہ سے طلبہ اور اہلِ علم کے لیے مفید ہے، جس میں آیات کی تشریح سے مفہوم اور عملی پہلو واضح ہو جاتے ہیں۔ اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ"[7]

"تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے، نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے، اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔"

اس آیتِ مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ معاشرے کی اصلاح ایک اہم دینی فریضہ ہے۔ شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی کی اصلاحی سرگرمیاں اسی قرآنی تعلیم کی عملی تعبیر تھیں۔ انہوں نے لوگوں کو نیکی کی طرف بلانے اور برائیوں سے روکنے کے لیے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لایا اور اپنی مجالس و بیانات کے ذریعے معاشرے میں دینی شعور پیدا کرنے کی کوشش کی۔

1۔ "مظہر القرآن" میں روایتی تفسیری ذخیرے سے استفادہ کرتے ہوئے معتبر اقوال کو منتخب انداز میں پیش کیا گیا ہے۔
2۔ تاکہ قاری کو مستند اور خلاصہ شدہ معلومات میسر آئیں۔
3۔ غیر ضروری اختلافات یا طویل مناظرانہ مباحث سے اجتناب کیا گیا ہے۔
4۔ زیادہ تر توجہ ہدایتِ قرآنی کے واضح بیان پر مرکوز رکھی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ تفسیر تدریسی و تربیتی مقاصد کے لیے بھی نہایت موزوں سمجھی جاتی ہے۔

"مظہر القرآن" ایک ایسی تفسیر ہے جو جامعیت اور اختصار کے حسین امتزاج کی حامل ہے۔ یہ نہ صرف علمی اعتبار سے مضبوط ہے بلکہ عام فہم اسلوب کے باعث ہر سطح کے قارئین کے لیے مفید ہے، اور قرآنِ مجید کے پیغام کو آسان، مؤثر اور عملی انداز میں پیش کرنے میں کامیاب نظر آتی ہے۔

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 34-56

تفسیر کا منہج واسلوب

تفسیر "مظہر القرآن" قاضی مظہر اللہ کی اہم علمی تصنیف ہے جو اپنے سادہ، رواں اور معتدل اسلوب کی وجہ سے برصغیر کی نمایاں تفاسیر میں شمار ہوتی ہے۔ اس کا امتیاز یہ ہے کہ اس میں قرآنِ مجید کے معانی کو عام فہم انداز میں پیش کیا گیا ہے اور پیچیدہ مباحث و غیر ضروری فلسفیانہ گفتگو کے بجائے آیات کے مفہوم اور عملی پہلوؤں کو واضح کیا گیا ہے۔

> "اس تفسیر کا منہج بنیادی طور پر "تفسیر بالقرآن" اور "تفسیر بالحدیث" کے اصولوں پر قائم ہے۔ قاضی مظہر اللہ نے جہاں ممکن ہو، قرآن کی آیات کی وضاحت قرآن ہی کی دیگر آیات سے کی ہے، اور جہاں مزید تشریح کی ضرورت محسوس ہوئی، وہاں احادیثِ نبویہ سے استدلال کیا ہے۔ اس طریقہ کار سے نہ صرف تفسیر کو مضبوط بنیاد حاصل ہوتی ہے بلکہ قاری کو بھی ایک مربوط اور مستند فہم میسر آتا ہے۔"[8]

اس تفسیر میں سلف صالحین کے اقوال سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے، تاہم انہیں طویل نقل کرنے کے بجائے خلاصہ اور نچوڑ کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ اس کا نمایاں پہلو اختصار ہے جس کے باعث قاری اصل مفہوم تک آسانی سے پہنچ جاتا ہے۔ مصنف نے اختلافی مسائل میں بھی اعتدال اختیار کیا ہے اور غیر ضروری مناظرانہ انداز سے گریز کرتے ہوئے صرف ضرورت کے مطابق مختصر اشارہ کیا ہے۔

خصوصیات تفسیر

تفسیر "مظہر القرآن" قاضی مظہر اللہ کی ایک اہم علمی و تفسیری کاوش ہے جو اپنی جامعیت اور اختصار کے امتزاج کی وجہ سے برصغیر کی معتبر تفاسیر میں شمار ہوتی ہے۔ یہ تفسیر افراط و تفریط سے بچتے ہوئے ایک معتدل اسلوب پیش کرتی ہے، جس میں ضروری علمی نکات کو برقرار رکھتے ہوئے غیر ضروری طوالت سے اجتناب کیا گیا ہے، یوں قاری کو کم وقت میں مستند اور مفید رہنمائی حاصل ہو جاتی ہے۔

1۔ اسلوب نہایت سادہ، رواں اور عام فہم ہے، جو اسے دیگر علمی تفاسیر سے ممتاز بناتا ہے۔

2۔ اس تفسیر میں "تفسیر بالقرآن" اور "تفسیر بالحدیث" کے اصولوں کا نمایاں اہتمام کیا گیا ہے۔

3۔ قاضی مظہر اللہ نے مفسرینِ سلف کے اقوال سے بھی بھرپور استفادہ کیا ہے، مگر ان اقوال کو طویل اور پیچیدہ انداز میں نقل کرنے کے بجائے خلاصہ اور نچوڑ کی صورت میں پیش کیا ہے۔

4۔ فقہی مباحث کے حوالے سے اس تفسیر میں ایک متوازن اور معتدل رویہ پایا جاتا ہے۔ جہاں آیاتِ احکام کا تعلق ہو، وہاں متعلقہ مسائل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، مگر طویل مناظرانہ اور اختلافی بحثوں سے گریز کیا گیا ہے۔

5۔ اس تفسیر کی ایک نمایاں خوبی اس کا تربیتی اور اصلاحی پہلو ہے۔ قاضی مظہر اللہ نے محض علمی تشریح پر اکتفا نہیں کیا بلکہ آیات کے اخلاقی اور عملی تقاضوں کو بھی نمایاں کیا ہے۔

اہمیت تقابل ادیان

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 34-56

اسلامی نقطۂ نظر سے تقابلِ ادیان کا مطالعہ ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اسلام ایک عالمگیر دین ہے اور اس نے انسانوں کو دعوت دی ہے کہ وہ حق کو پہچانیں اور اس کو قبول کریں۔

"اس دعوت کے لیے ضروری ہے کہ دوسرے مذاہب کے عقائد اور نظریات کو سمجھا جائے تاکہ ان کے ساتھ مکالمہ اور گفتگو مؤثر انداز میں کی جا سکے۔ اسی وجہ سے اسلامی علماء نے مختلف مذاہب کا مطالعہ کیا اور ان پر علمی انداز میں بحث کی۔"[9]

اسلامی تاریخ میں تقابلِ ادیان کے میدان میں کئی بڑے علماء نے نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ انہوں نے نہ صرف مختلف مذاہب کے عقائد کو بیان کیا بلکہ ان کا تنقیدی جائزہ بھی پیش کیا۔ ان علماء میں ابو ریحان البیرونی، ابن حزم اندلسی اور شہرستانی جیسے نام نمایاں ہیں۔ ان علماء نے اپنے علمی کام کے ذریعے مختلف مذاہب کے عقائد کو تحقیق اور دیانت کے ساتھ پیش کیا اور اس بات کی کوشش کی کہ مذہبی اختلافات کو علمی انداز میں سمجھا جائے۔

تقابلی مطالعہ کا دائرہ کار

تقابلِ ادیان ایک ایسا علمی شعبہ ہے جس میں دنیا کے مختلف مذاہب کا منظم، تحقیقی اور تقابلی مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اس علم کے ذریعے مختلف مذاہب کے عقائد، عبادات، اخلاقی تعلیمات، مذہبی رسومات اور بنیادی نظریات کا جائزہ لیا جاتا ہے تاکہ ان کے درمیان پائے جانے والے اشتراک اور اختلاف کو بہتر انداز میں سمجھا جا سکے۔

"انسانی معاشرہ ہمیشہ سے مختلف مذاہب اور ثقافتوں کا مجموعہ رہا ہے، اس لیے مختلف مذاہب کو سمجھنے اور ان کا باہمی موازنہ کرنے کی ضرورت ہمیشہ موجود رہی ہے۔ یہی ضرورت تقابلِ ادیان کے علم کی بنیاد بنی۔"[10]

تقابلِ ادیان سے مراد مختلف مذاہب کا تقابلی مطالعہ ہے۔ اس مطالعہ کے ذریعے مختلف مذاہب کے بنیادی نظریات، عبادات کے طریقے، اخلاقی اصول مذہبی روایات کو سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

اصطلاحی طور پر تقابلِ ادیان ایک ایسا علمی طریقہ کار ہے جس کے ذریعے مختلف مذاہب کا مطالعہ کیا جاتا ہے تاکہ ان کے درمیان موجود مشترکہ پہلوؤں اور اختلافی نکات کو واضح کیا جا سکے۔ اس علم میں ہر مذہب کو اس کے اپنے بنیادی مصادر اور تعلیمات کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کے نتیجے میں ایک جامع اور متوازن تصویر سامنے آتی ہے جس سے مختلف مذاہب کے نظریات کو بہتر انداز میں سمجھا جا سکتا ہے۔

مختلف مذاہب میں مشترک اقدار

تقابلِ ادیان کا مطالعہ صرف مذہبی اختلافات کو بیان کرنے تک محدود نہیں ہوتا بلکہ اس کا مقصد مختلف مذاہب کے درمیان موجود مشترک اقدار کو بھی سامنے لانا ہوتا ہے۔

"دنیا کے بیشتر مذاہب انسان کو اخلاقی زندگی اختیار کرنے، انصاف قائم کرنے اور انسانیت کی خدمت کرنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ جب مختلف مذاہب کا تقابلی مطالعہ کیا جاتا ہے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بہت سے اخلاقی

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 34-56

اصول تقریباً تمام مذاہب میں مشترک ہیں۔"[11]

تقابلِ ادیان کے مطالعہ میں تاریخی پہلو بھی بہت اہمیت رکھتا ہے۔ ہر مذہب ایک خاص تاریخی پس منظر میں وجود میں آیا اور اس نے اپنے معاشرے پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ جب مختلف مذاہب کا تاریخی مطالعہ کیا جاتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح مختلف معاشرتی، ثقافتی اور سیاسی عوامل نے مذہبی افکار کی تشکیل میں کردار ادا کیا۔ اس طرح تقابلِ ادیان کا مطالعہ انسانی تاریخ کو سمجھنے میں بھی مدد فراہم کرتا ہے۔ اس علم کا ایک اور اہم مقصد یہ ہے کہ مذہبی مکالمے کو فروغ دیا جائے۔ جب مختلف مذاہب کے ماننے والے ایک دوسرے کے عقائد کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں تو باہمی احترام اور برداشت کا ماحول پیدا ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جب کسی مذہب کے بارے میں غلط معلومات یا تعصب پایا جائے تو اختلافات شدت اختیار کر لیتے ہیں۔ تقابلِ ادیان کا مطالعہ اس بات میں مدد دیتا ہے کہ مذاہب کے بارے میں درست اور مستند معلومات حاصل کی جائیں۔

علم میں مذہبی تنوع

تقابلِ ادیان کا علم صرف مذاہب کے تعارف تک محدود نہیں بلکہ ایک متحرک اور ارتقاء پذیر علمی میدان ہے، جس میں تحقیق کا عمل مسلسل جاری رہتا ہے۔ انسانی معاشرہ جیسے جیسے فکری اور تہذیبی تبدیلیوں سے گزرتا ہے، اسی طرح مذاہب کو سمجھنے اور ان کے باہمی تقابل کے نئے زاویے بھی سامنے آتے رہتے ہیں۔ اس طرح یہ علم نہ صرف ماضی کی تفہیم میں مدد دیتا ہے بلکہ عصرِ حاضر کے مسائل کو سمجھنے میں بھی رہنمائی فراہم کرتا ہے، اور وقت کے ساتھ اس کی اہمیت مزید بڑھتی جا رہی ہے۔

> "تقابلِ ادیان کا مطالعہ تحقیق اور مطالعہ کی ایک مسلسل اور وسیع سرگرمی ہے۔ جیسے جیسے دنیا میں نئے سماجی اور فکری حالات پیدا ہوتے ہیں ویسے ویسے مذاہب کے مطالعہ کے نئے زاویے بھی سامنے آتے ہیں۔ اسی لیے اس علم میں تحقیق کا عمل ہمیشہ جاری رہتا ہے اور اس کے دائرۂ کار میں مسلسل وسعت پیدا ہوتی رہتی ہے۔"[12]

مختصر طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ تقابلِ ادیان ایک ایسا علمی شعبہ ہے جو مختلف مذاہب کے نظریات اور تعلیمات کو سمجھنے کے لیے نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس علم کے ذریعے انسان مذہبی تنوع کو سمجھ سکتا ہے، مختلف مذاہب کے درمیان موجود مشترکہ اقدار کو پہچان سکتا ہے اور مذہبی مکالمے کے لیے ایک مضبوط علمی بنیاد فراہم کر سکتا ہے۔ اسی وجہ سے تقابلِ ادیان کو مذہبی اور فکری مطالعات میں ایک نہایت اہم مقام حاصل ہے۔

تفسیر مظہر القرآن میں نصاریٰ کے عقائد

قرآنِ مجید نے مختلف مقامات پر نصاریٰ کے عقائد، افکار اور مذہبی رویّوں کا ذکر کیا ہے، جہاں ان کے بعض درست عقائد کی تصدیق کے ساتھ ساتھ ان کی گمراہیوں اور تحریفات کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔ اسی تناظر میں تفسیر "مظہر القرآن" میں بھی اہلِ کتاب کے عقائد کا معتدل اور جامع انداز میں تجزیہ پیش کیا گیا ہے، جس میں قرآن کی روشنی میں نصاریٰ کے عقائد کی حقیقت واضح کرتے ہوئے اسلامی عقیدۂ توحید کی برتری کو بیان کیا گیا ہے۔ اہلِ کتاب سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں جنہیں اللہ نے تورات اور انجیل عطا فرمائیں۔

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 34-56

قرآن انہیں وحیِ الٰہی پر مبنی مانتا ہے، مگر بعد میں ان کی تعلیمات میں تحریف اور عقائد میں انحراف پیدا ہوا۔ تفسیر "مظہر القرآن" میں واضح کیا گیا ہے کہ انبیاء کی اصل تعلیم توحید تھی، لیکن لوگوں نے اسے بدل دیا۔

قرآن مجید نے اہلِ کتاب کے بعض غلط عقائد کی واضح تردید کی ہے۔ مثال کے طور پر نصاریٰ کے عقیدۂ تثلیث کو قرآن نے سختی سے رد کیا ہے۔ اس سلسلے میں سورۂ نساء کی آیت "إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ"[13] کی تفسیر کرتے ہوئے مفسر بیان کرتے ہیں کہ:

> "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا سمجھنا ایک باطل عقیدہ ہے۔ قرآن اس آیت میں واضح کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول اور اس کے بندے ہیں۔ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں غلو کرتے ہوئے انہیں الوہیت کے درجے تک پہنچا دیا، حالانکہ ان کی اصل حیثیت اللہ کے نبی اور بندے کی تھی۔"[14]

قرآنِ مجید واضح طور پر بیان کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول اور بندے ہیں، نہ کہ خدا یا خدا کے بیٹے۔ اس کے ذریعے قرآن عقیدۂ توحید کو مضبوط کرتا اور ہر قسم کے شرک کی نفی کرتا ہے۔ نصاریٰ نے ان کی عظمت کے باعث ان کے بارے میں غلو کیا، جبکہ قرآن ان کی اصل حیثیت ایک نبی اور بندے کے طور پر واضح کرتا ہے، تاکہ انبیاء کی تعظیم کے باوجود الوہیت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص رہے۔

نصاریٰ کی تحریف

قرآنِ مجید اہلِ کتاب، خصوصاً عیسائیوں کے بعض فکری و عملی انحرافات کی نشاندہی کرتا ہے اور انہیں اصل تعلیماتِ الٰہیہ کی طرف رجوع کی دعوت دیتا ہے۔ اس تناظر میں "تحریف" سے مراد اللہ کی نازل کردہ ہدایت میں تبدیلی، کمی بیشی یا غلط تعبیر اختیار کرنا ہے، جو صرف الفاظ کی تبدیلی تک محدود نہیں بلکہ مفہوم کے بگاڑ کو بھی شامل ہے۔ قرآن کے مطابق بعض لوگوں نے کلامِ الٰہی کو اس کے اصل معنی سے ہٹا کر اسے اپنے مفادات کے مطابق ڈھال لیا۔ قرآن نے نصاری کی تحریف کا ذکر یوں کیا:

> " وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ "[15]
>
> "اور بے شک ان میں سے ایک جماعت ہے کہ کتاب کو زبان مروڑ کر پڑھتے ہیں تاکہ تم یہ خیال کرو کہ وہ کتاب میں سے ہے حالانکہ وہ کتاب میں سے نہیں ہے، اور کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے ہاں سے ہے حالانکہ وہ اللہ کے ہاں سے نہیں ہے، اور اللہ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہیں۔"

یہ آیت بتاتی ہے کہ اہلِ کتاب میں سے بعض لوگ اللہ کی کتاب میں تحریف کرتے تھے، یعنی الفاظ یا انداز بدل کر اسے اصل وحی ظاہر کرتے اور اپنی گھڑی ہوئی باتیں اللہ کی طرف منسوب کر دیتے تھے۔ قرآن نے اسے "اللہ پر جھوٹ باندھنا" قرار دیا ہے۔

اس بات کو تفسیر مظہر القرآن میں سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 78 کی تفسیر میں ان لفظوں سے بیان کیا گیا ہے:

> "یہ آیت اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ اہلِ کتاب، خصوصاً بعض عیسائی، جان بوجھ کر کتابِ الٰہی کے الفاظ اور معانی میں تحریف کرتے تھے تاکہ لوگوں کو دھوکہ دیں اور اپنی بات کو اللہ کی طرف منسوب کر سکیں،

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 34-56

حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہوتی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین میں دیانت داری اور درست نقل نہایت ضروری ہے، اور اللہ پر جھوٹ باندھنا ایک سنگین گناہ ہے۔"[16]

یہ آیت اس امر کی نشاندہی کرتی ہے کہ اہل کتاب میں سے بعض لوگ، خصوصاً عیسائی، اپنی خواہشات اور مفادات کے تحت اللہ کی نازل کردہ تعلیمات میں لفظی اور معنوی تحریف کرتے تھے۔ وہ کتاب کو اس انداز سے پڑھتے یا پیش کرتے کہ سننے والوں کو یہ گمان ہو کہ یہ سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے، حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا تھا۔ اس طرح وہ سچ اور جھوٹ کو خلط ملط کر کے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

اصل تعلیمات کی طرف رجوع کی دعوت

قرآن مجید عیسائیوں کو بار بار اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ وہ اپنی اصل تعلیمات کی طرف رجوع کریں اور اسلام کے پیغام کو قبول کریں۔ قرآن مجید سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 64 میں فرماتا ہے:

"قُلْ يَآ اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ"[17]

"کہہ اے اہلِ کتاب! ایک بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ سوائے اللہ کے اور کسی کی بندگی نہ کریں اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور سوائے اللہ کے کوئی کسی کو رب نہ بنائے، پس اگر وہ پھر جائیں تو کہہ دو گواہ رہو کہ ہم تو فرمانبردار ہونے والے ہیں۔"

یہ آیت اہلِ کتاب کو ایک مشترکہ اور بنیادی عقیدے کی طرف دعوت دیتی ہے، یعنی خالص توحید کہ صرف اللہ ہی کی عبادت کی جائے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے اور نہ ہی انسانوں میں سے کسی کو رب کا درجہ دیا جائے۔ اس میں نہایت حکیمانہ انداز میں مسلمانوں اور اہلِ کتاب کے درمیان مشترک بات (کلمۂ سواء) پیش کی گئی ہے تاکہ اختلافات کے بجائے اتحاد کی بنیاد قائم ہو سکے۔ مزید یہ ہدایت بھی دی گئی ہے کہ اگر وہ اس دعوت کو قبول نہ کریں تو مسلمان واضح طور پر اپنے عقیدۂ اسلام پر قائم رہنے کا اعلان کریں اور گواہ بن جائیں کہ وہ صرف اللہ کے فرمانبردار ہیں، اس سے دعوتِ دین میں حکمت، وضاحت اور استقامت کا درس ملتا ہے۔

سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 64 کی تفسیر میں مفسر مظہر القرآن لکھتے ہیں:

"اہلِ کتاب کو "کلمۃ سواء" کی طرف بلایا گیا ہے، یعنی ایسی مشترک بات کی طرف جس پر سب متفق ہو سکتے ہیں، اور وہ ہے صرف اللہ کی عبادت کرنا۔"[18]

تفسیر مظہر القرآن میں اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ اسلام کا پیغام دراصل تمام انبیاء کی مشترکہ تعلیمات کا تسلسل ہے۔ اہلِ کتاب کے عقائد کا جائزہ لیتے ہوئے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قرآن مجید نے ان کے ساتھ ایک متوازن اور حکیمانہ انداز اختیار کیا ہے۔ ایک طرف ان کی غلطیوں اور انحرافات کی نشاندہی کی گئی ہے اور دوسری طرف انہیں حق کی طرف دعوت بھی دی گئی ہے۔ تفسیر مظہر القرآن میں یہی اسلوب نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ مفسر نے قرآن کی آیات کی روشنی میں اہلِ کتاب کے عقائد کا تجزیہ کرتے ہوئے اسلامی عقیدۂ توحید کو بنیادی اور اصل حقیقت کے طور پر پیش کیا ہے۔

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 34-56

عقیدہ توحید کا بیان

اسی طرح نصاریٰ کے عقائد میں بھی اللہ تعالیٰ کے بارے میں بعض ایسے نظریات شامل ہو گئے تھے جو اصل توحیدی تعلیمات سے ہٹ کر تھے۔ خاص طور پر تثلیث کا عقیدہ اسی انحراف کی ایک مثال ہے۔ قرآن مجید نے مختلف مقامات پر اس عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے یہ واضح کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی مفہوم کو قرآن مجید میں نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ"[19]

"یقیناً کفر کیا ان لوگوں نے جنھوں نے کہا کہ اللہ تین میں سے تیسرا ہے، حالانکہ کوئی معبود نہیں مگر ایک ہی معبود۔"

اس آیت میں عقیدۂ تثلیث کی صاف تردید کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ اللہ تین میں سے ایک نہیں بلکہ وہ یکتا اور بے شریک ہے۔ اس طرح قرآن نہ صرف نصاریٰ کے اس عقیدے کی اصلاح کرتا ہے بلکہ اصل توحیدی تعلیم کو بھی واضح کرتا ہے کہ عبادت اور الوہیت صرف ایک اللہ کے لیے خاص ہے۔ تفسیر مظہر القرآن میں مفسر اس بات سورۃ المائدۃ کی آیت نمبر 73 کے تحت واضح کرتے ہیں کہ:

"تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت کا بنیادی پیغام یہی تھا کہ انسان صرف ایک اللہ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔"[20]

تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت کا مرکزی اور بنیادی پیغام توحید رہا ہے، یعنی انسان صرف ایک اللہ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔ ہر دور میں جب بھی انسان مختلف قسم کے شرکیہ عقائد، باطل معبودوں یا خود ساختہ نظریات میں الجھا، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ پیغمبروں کو بھیجا تاکہ وہ انسانوں کو اصل راستے کی طرف واپس لائیں۔ انبیاء علیہم السلام نے سب سے پہلے اپنی قوم کو یہی تعلیم دی کہ عبادت، اطاعت اور بندگی کا حق صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے، کیونکہ وہی خالق، مالک اور رازق ہے، اور اسی کے ہاتھ میں پوری کائنات کا نظام ہے۔

عقیدہ آخرت کی اصلاح

نصاری کے عقائد میں آخرت کے بارے میں ان کے نظریات کا بھی قرآن میں ذکر ملتا ہے۔ اصل آسمانی تعلیمات کے مطابق آخرت میں انسان کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہو گا اور اسی کے مطابق اسے جزا یا سزا ملے گی۔ قرآن مجید میں نصاریٰ کے اس تصور کی اصلاح کی گئی ہے کہ محض نسبت یا دعویٰ نجات کے لیے کافی نہیں، بلکہ آخرت میں اعمال کے مطابق حساب ہو گا۔ اس سلسلے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَقَالُوا لَن يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَن كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ ۗ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ "[21]

"اور انہوں نے کہا کہ جنت میں ہرگز داخل نہ ہو گا مگر وہی جو یہودی یا عیسائی ہو، یہ ان کی خواہشات ہیں۔

یہ آیت اس غلط تصور کی تردید کرتی ہے کہ محض کسی خاص مذہب سے تعلق نجات کے لیے کافی ہے۔ قرآن کے مطابق یہ صرف ان کی خواہشات ہیں، جبکہ آخرت میں کامیابی ایمانِ صحیح اور نیک اعمال پر منحصر ہے، نہ کہ صرف نسبت یا دعوے پر۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ انسان کو اپنے عقائد اور اعمال کی اصلاح کرنی چاہیے، کیونکہ اللہ کے ہاں فیصلہ ایمان اور عمل کی بنیاد پر ہو گا۔

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 34-56

سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 111 کے تحت قاضی مظہر اللہ دہلوی نصاری کے عقائد کے بارے میں لکھتے ہیں:

"نصاری یہ سمجھتے تھے کہ چونکہ وہ ایک مخصوص قوم سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے انہیں آخرت میں کوئی بڑا نقصان نہیں ہو گا۔ قرآن مجید نے اس تصور کی تردید کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اصل معیار ایمان اور نیک عمل ہے۔"[22]

آخرت میں فیصلہ نسل یا قوم کی بنیاد پر نہیں بلکہ اعمال کے مطابق ہو گا۔ قرآن اہلِ کتاب کے عقائد اور اعمال دونوں کا ذکر کرتا ہے، اور تفسیر "مظہر القرآن" کے مطابق اس کا مقصد صرف تنقید نہیں بلکہ اصلاح اور حق کی طرف دعوت دینا ہے۔

نصاریٰ میں بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی پیدا ہو گئی تھی کہ صرف مذہبی نسبت کی بنا پر وہ آخرت میں نجات یافتہ ہوں گے، جس سے ان میں ایک طرح کا اطمینانِ کاذب پیدا ہوا۔ اس کے نتیجے میں عمل کی ذمہ داری اور جواب دہی کا احساس کمزور پڑ گیا اور دین کا اصل مقصد، یعنی ایمان کے ساتھ عملی اصلاح اور اللہ کی اطاعت، پسِ منظر میں چلا گیا۔

تثلیث کی نفی

قرآن مجید نے نصاری کے عقیدۃ تثلیث کی نفی بہت سے مقامات پر کی ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل آیت مبارکہ ہے:

"يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ --- إِنَّمَا اللَّهُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ سُبْحَانَهُ أَن يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ "[23]

"اے اہلِ کتاب! اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو اور اللہ کے بارے میں حق کے سوا کچھ نہ کہو۔ بے شک مسیح عیسیٰ ابنِ مریم اللہ کے رسول ہیں، اور اس کا وہ کلمہ ہیں جسے اس نے مریم کی طرف ڈال دیا، اور اس کی طرف سے ایک روح ہیں۔ پس اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ، اور یہ نہ کہو کہ (خدا) تین ہیں؛ باز آ جاؤ، یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ بے شک اللہ ہی ایک معبود ہے، وہ اس سے پاک ہے کہ اس کی کوئی اولاد ہو۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے، اور اللہ کارساز ہونے کے لیے کافی ہے۔"

یہ آیت اہلِ کتاب کو اعتدال کی دعوت دیتی ہے اور غلو سے منع کرتی ہے۔ اس میں واضح کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں، نہ کہ خدا یا خدا کے بیٹے، اور آیت عقیدۂ تثلیث کی تردید کرتے ہوئے توحیدِ خالص کی تعلیم دیتی ہے۔

تفسیر مظہر القرآن میں مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"یہ آیتِ مبارکہ نہایت جامع انداز میں اہلِ کتاب، خصوصاً نصاریٰ کو ان کے عقیدے میں پائے جانے والے غلو اور انحراف سے روکتی ہے اور انہیں اصل توحید کی طرف بلاتی ہے۔ آیت کا آغاز اس ہدایت سے ہوتا ہے کہ دین میں غلو نہ کرو، یعنی کسی بھی نبی یا ہستی کی شان میں اس حد سے تجاوز نہ کیا جائے کہ اسے انسانی مقام سے بلند کر کے الوہیت تک پہنچا دیا جائے۔ یہ اصول نہ صرف نصاریٰ کے لیے بلکہ پوری انسانیت کے لیے ایک بنیادی رہنمائی ہے کہ دین میں اعتدال اختیار کیا جائے اور حق کے دائرے سے باہر نہ نکلا جائے۔"[24]

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 34-56

آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقی حیثیت کو واضح کیا گیا ہے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں، اس کے بندے ہیں، اور اس کا کلمہ ہیں جو حضرت مریم علیہا السلام کی طرف القا کیا گیا۔ یہاں "روحٌ منہ" کا ذکر بھی ان کی عظمت اور خصوصی تخلیق کی طرف اشارہ کرتا ہے، لیکن اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ وہ اللہ کا جز یا اس کی ذات کا حصہ ہیں۔ قرآن اس تعبیر کے ذریعے یہ واضح کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ایک معجزہ ضرور تھی، مگر وہ بہر حال ایک مخلوق اور اللہ کے تابع بندے ہیں۔

اس کے بعد قرآن واضح طور پر "تین نہ کہو" کا حکم دیتا ہے، یعنی عقیدۂ تثلیث سے باز رہنے کی ہدایت کرتا ہے۔ اس میں اس غلط تصور کی نفی کی گئی ہے کہ خدا تین اقانیم پر مشتمل ہے۔ قرآن کے مطابق اللہ ایک ہے، اس کی ذات یکتا ہے اور وہ ہر قسم کی شراکت و تقسیم سے پاک ہے، اس لیے توحید ہی اصل عقیدہ ہے۔

تفسیر مظہر القرآن میں غیر سامی مذاہب کے عقائد

قرآنِ مجید کے نزول کے زمانے میں عرب معاشرہ مختلف مذہبی عقائد رکھتا تھا، جن میں سب سے نمایاں شرک کا عقیدہ تھا، جس کے تحت لوگ اللہ کے ساتھ دیگر معبودوں کو شریک ٹھہراتے تھے۔ قرآن نے ان عقائد کی سختی سے تردید کرتے ہوئے توحیدِ خالص کی دعوت دی۔ تفسیر "مظہر القرآن" میں بھی مشرکین کے عقائد اور طرزِ عمل کا تجزیہ کرتے ہوئے یہ واضح کیا گیا ہے کہ ان کا شرک عقل اور وحی دونوں کے خلاف تھا۔ قرآن کے مطابق مشرکین عرب اللہ کو خالق و رازق تو مانتے تھے، مگر عبادت میں دوسروں کو شریک ٹھہراتے تھے، جس کی وجہ سے وہ شرک میں مبتلا ہوئے۔ یوں ان کا ربوبیت کا اعتراف درست ہونے کے باوجود توحیدِ عبادت میں انحراف نے انہیں گمراہی میں ڈال دیا، جس کی قرآن نے بار بار اصلاح کی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ"[25]

"اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے۔"

اس آیت کی وضاحت یہ ہے کہ مشرکین اللہ کی خالقیت اور ربوبیت کا اقرار کرتے تھے، لیکن اس کے باوجود وہ بتوں اور دیگر معبودوں کو اللہ کا شریک بناتے اور ان کی عبادت کرتے تھے۔ تفسیر مظہر القرآن میں بھی اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے۔

> "مشرکین عرب بنیادی طور پر اللہ تعالیٰ کے وجود کے منکر نہیں تھے بلکہ وہ اللہ کو خالق اور مالک مانتے تھے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ مختلف بتوں اور معبودوں کو بھی اس کا شریک قرار دیتے تھے۔ قرآن مجید نے متعدد مقامات پر اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ مشرکین اللہ کی ربوبیت کو تسلیم کرتے تھے، مگر عبادت میں دوسروں کو شریک کر دیتے تھے۔ تفسیر مظہر القرآن میں ان آیات کی تشریح کرتے ہوئے مفسر بیان کرتے ہیں کہ یہی وہ بنیادی غلطی تھی جس کی وجہ سے مشرکین گمراہی میں مبتلا ہوئے۔"[26]

مشرکین بتوں کو اللہ کے ہاں سفارشی سمجھتے اور ان کی عبادت کرتے تھے۔ قرآن نے اس عقیدے کی تردید کرتے ہوئے واضح کیا کہ سفارش صرف اللہ کے اذن سے ممکن ہے۔ تفسیر "مظہر القرآن" کے مطابق اسلام براہِ راست اللہ سے دعا اور تعلق کی تعلیم دیتا ہے۔

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 34-56

مشرکین کا فرشتوں کے بارے غلط عقیدہ

مشرکین کے عقائد میں فرشتوں کے بارے میں بھی غلط تصورات موجود تھے۔ بعض مشرکین یہ سمجھتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ قرآن ان کے اس عقیدہ کا رد کرتا ہے:

"وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمَٰنِ إِنَاثًا أَشَهِدُوا خَلْقَهُمْ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْأَلُونَ"[27]

"اور انہوں نے فرشتوں کو، جو رحمٰن کے بندے ہیں، عورتیں قرار دے لیا۔ کیا وہ ان کی پیدائش کے وقت موجود تھے؟ ان کی یہ گواہی لکھ لی جائے گی اور ان سے پوچھا جائے گا۔"

یہ آیت مشرکین کے اس باطل عقیدے کی تردید کرتی ہے جس میں وہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ قرآن واضح کرتا ہے کہ فرشتے اللہ کے بندے ہیں، نہ کہ اس کی اولاد یا اس کے ساتھ کسی نسبتی تعلق میں شریک۔ تفسیر مظہر القرآن میں سورۃ الزخرف کی آیت نمبر 43 کی تشریح یوں کی گئی ہے:

" قرآن مجید نے اس عقیدہ کو سختی سے رد کیا اور اسے اللہ کی شان کے خلاف قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر قسم کی جسمانیت اور نسبتی تعلقات سے پاک ہے۔ اس لیے اسے کسی کی اولاد قرار دینا سراسر باطل عقیدہ ہے۔"[28]

اسی طرح مشرکین آخرت کے بارے میں شکوک و شبہات رکھتے تھے اور دوبارہ زندگی کے تصور کو قبول نہیں کرتے تھے۔ قرآن نے واضح کیا کہ قیامت کے دن تمام انسان دوبارہ زندہ ہو کر اپنے اعمال کا حساب دیں گے۔ ان کا انکار دراصل دنیا سے شدید وابستگی کا نتیجہ تھا۔

مجوس کی مذمت

قرآنِ مجید انسانیت کی ہدایت کے لیے مختلف اقوام و مذاہب کا ذکر اس انداز میں کرتا ہے کہ حق و باطل کا فرق واضح ہو جائے۔ انہی میں مجوسیوں کا بھی ذکر ملتا ہے، تاہم قرآن کا اسلوب تفصیلی عقائد بیان کرنا نہیں بلکہ بنیادی اصولوں، خصوصاً توحید، آخرت اور جواب دہی کی طرف رہنمائی کرنا ہے۔ اس کا مقصد انسان کو عقائد و اعمال کی اصلاح اور صحیح راستے کی طرف متوجہ کرنا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئِينَ وَالنَّصَارَىٰ وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا إِنَّ اللَّهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"[29]

"بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جو یہودی ہوئے اور صابئین اور عیسائی اور مجوسی اور مشرکین، اللہ قیامت کے دن ان کے درمیان فیصلہ کر دے گا۔"

اس آیت میں مجوسیوں کو دیگر معروف مذاہب کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، جس سے ان کی ایک مستقل مذہبی حیثیت واضح ہوتی ہے۔ تاہم قرآن نے ان کے عقائد کی تفصیلی وضاحت نہیں کی بلکہ ایک جامع اصول بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن تمام انسانوں کا فیصلہ اللہ تعالیٰ خود فرمائے گا۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اصل معیار مذہبی شناخت نہیں بلکہ عقیدہ اور عمل کی حقانیت ہے۔ سورۃ الحج کی آیت نمبر 17 کے تحت مفتی مظہر اللہ لکھتے ہیں:

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 34-56

"مجوسیوں کا بنیادی عقیدہ ثنویت پر مبنی تھا، یعنی وہ کائنات کو دو مستقل قوتوں نور (خیر) اور ظلمت (شر) کے زیرِ اثر سمجھتے تھے۔ اس تصور میں اللہ کی وحدانیت کا وہ جامع اور کامل تصور موجود نہیں جو اسلام پیش کرتا ہے۔ اسی لیے قرآن نے براہِ راست ان کے عقائد کی تفصیل میں جانے کے بجائے ایک اصولی موقف اختیار کیا اور انسان کو یہ باور کرایا کہ اصل کامیابی کا دارومدار صحیح عقیدۂ توحید اور نیک اعمال پر ہے۔"[30]

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ دنیا میں مختلف مذاہب موجود ہیں، لیکن ان کا حتمی فیصلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کرے گا۔ انسان کو اپنی نسبت کے بجائے اپنے ایمان اور اعمال کی اصلاح پر توجہ دینی چاہیے، کیونکہ حقیقی نجات توحیدِ خالص کو اختیار کرنے میں ہے۔

تفسیر مظہر القرآن میں یہود کے عقائد

تفسیر "مظہر القرآن" میں یہود کے عقائد کا تجزیہ کرتے ہوئے یہ بات واضح کی گئی ہے کہ قرآنِ مجید نے ان کے مذہبی افکار، اعتقادی انحرافات اور عملی رویّوں کو نہایت حکیمانہ انداز میں بیان کیا ہے۔ اس تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود بنیادی طور پر ایک آسمانی کتاب کے ماننے والے تھے اور ان کے پاس ہدایت کا ایک مضبوط ذریعہ موجود تھا، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کے عقائد اور اعمال میں مختلف قسم کی تبدیلیاں پیدا ہو گئیں، جن کی وجہ سے وہ اصل تعلیمات سے دور ہو گئے۔

انبیاء کی مخالفت

قرآن کے مطابق بعض یہود نے خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے انبیاء کی تعلیمات کو نظرانداز کیا اور ہدایت کے بجائے مخالفت و نافرمانی کا راستہ اختیار کیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ"[31]

"کیا جب بھی تمہارے پاس کوئی رسول وہ بات لے کر آیا جو تمہاری خواہشات کے خلاف تھی تو تم نے تکبر کیا؟ پھر تم نے ایک گروہ کو جھٹلایا اور ایک گروہ کو قتل کر ڈالا۔"

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ بعض یہود نے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ سخت رویہ اختیار کیا؛ حق بات سن کر تکبر کیا، بعض انبیاء کو جھٹلایا اور بعض کو قتل تک کیا۔ یہ رویہ اس بات کی علامت ہے کہ انہوں نے ہدایت کے بجائے خواہشات کو ترجیح دی، حالانکہ انبیاء کی پیروی ہی نجات کا راستہ ہے۔ سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 87 کی تفسیر میں قاضی مظہر اللہ دہلوی لکھتے ہیں:

"یہود کے عقائد میں انبیاء علیہم السلام کے بارے میں بھی بعض غلط رویّے پائے جاتے تھے۔ بعض مواقع پر انہوں نے انبیاء کی نافرمانی کی، ان کی تعلیمات کو رد کیا اور بعض انبیاء کے ساتھ سخت رویہ اختیار کیا۔ یہ طرزِ عمل اس بات کی علامت تھا کہ انہوں نے ہدایت کے واضح پیغام کو بھی اپنی خواہشات کے تابع کر لیا تھا۔ حالانکہ انبیاء علیہم السلام کا مقصد یہی تھا کہ وہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلائیں اور انہیں صحیح راستے پر قائم کریں۔"[32]

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 34-56

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک تمام انبیاء کی دعوت کا بنیادی مقصد انسان کو توحید کی طرف بلانا تھا۔ اس طرح اسلام دراصل تمام آسمانی مذاہب کی اصل تعلیمات کا تسلسل ہے۔اسلام کی حقانیت کے دلائل میں قرآن مجید کی اعجازیت بھی شامل ہے۔اسلام کی حقانیت کے بارے میں قرآن مجید کی ایک اہم آیت یہ ہے:

"إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ"[33]

"بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے۔"

اس آیت میں اسلام کی حقانیت کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی دین معتبر ہے جو اس کی وحدانیت کو تسلیم کرے اور اس کے احکام کی پیروی کرے۔ چونکہ اسلام اللہ کی آخری اور مکمل شریعت ہے اس لیے یہی وہ دین ہے جو انسان کو حقیقی کامیابی کی طرف لے جاسکتا ہے۔

حضرت عزیر علیہ السلام کی بارے یہود کا عقیدہ

یہود کے بعض عقائد میں اصل توحید سے انحراف پیدا ہوا اور انہوں نے بعض ہستیوں کے بارے میں غلو کیا۔ قرآن نے اس کی اصلاح کرتے ہوئے خالص توحید کی طرف دعوت دی اور انبیاء کو اللہ کے بندے اور رسول کے طور پر ماننے کی تعلیم دی۔ اللہ کا کلام فرماتا ہے:

"وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ"[34]

"اور یہود نے کہا کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں۔"

یہ آیت یہود کے اس باطل عقیدے کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ انہوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو "اللہ کا بیٹا" قرار دیا، جو خالص توحید کے خلاف ہے۔ قرآن واضح کرتا ہے کہ اللہ یکتا اور بے نیاز، نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی کا باپ ہے۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ انبیاء وصالحین کی تعظیم میں اعتدال ضروری ہے، کیونکہ غلو بالآخر شرک تک لے جاتا ہے۔ تفسیر مظہر القرآن میں مفسر لکھتے ہیں:

> "یہ آیت یہود کے ایک باطل عقیدے کی نشاندہی کرتی ہے جس میں انہوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیا۔ قرآنِ مجید اس تصور کی تردید کرتے ہوئے یہ واضح کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے نسبتی تعلقات سے پاک ہے اور اس کی ذات نہ کسی کی محتاج ہے اور نہ ہی اس کی کوئی اولاد ہو سکتی ہے۔ اس طرح کے عقائد دراصل اللہ کی وحدانیت کے منافی ہیں اور انسان کو صحیح توحیدی تصور سے دور کر دیتے ہیں۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کیا جائے کہ انبیاء علیہم السلام اللہ کے برگزیدہ بندے اور رسول ہوتے ہیں، نہ کہ اس کی اولاد یا اس کے شریک، لہٰذا ان کی تعظیم اپنی جگہ مگر انہیں الوہیت کے درجے تک پہنچانا سراسر گمراہی ہے۔"[35]

اسلام کی حقانیت اس امر سے واضح ہوتی ہے کہ یہ دین انسانی فطرت کے مطابق ہے۔ انسان کی فطرت میں عبادت اور کسی اعلیٰ ہستی کی پہچان کا رجحان موجود ہے، اور قرآن اس رجحان کو صحیح رخ دیتے ہوئے صرف اللہ کی عبادت کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام نے عبادات کا ایک متوازن نظام دیا ہے جس میں نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج شامل ہیں، جو نہ صرف روحانی تعلق کو مضبوط کرتے ہیں بلکہ اخلاق و کردار کو

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 34-56

بھی سنوارتے ہیں اور تقویٰ، صبر اور شکر جیسے اوصاف پیدا کرتے ہیں۔ اسی طرح اسلام کا اخلاقی نظام سچائی، امانت، عدل، رحم اور حسنِ سلوک پر قائم ہے، جو فرد اور معاشرے دونوں کی اصلاح کا ذریعہ بنتا ہے۔

یہود کی تحریفِ کتاب

یہود کے بعض عقائد میں یہ انحراف بھی پیدا ہو گیا تھا کہ انہوں نے اپنی آسمانی کتاب کی اصل تعلیمات میں تبدیلیاں کر کے انہیں اپنے مفادات اور خواہشات کے مطابق ڈھال لیا، جس سے دین کی اصل روح متاثر ہوئی اور حقائق مسخ ہو گئے۔ اس طرزِ عمل کے نتیجے میں نہ صرف ان کے عقائد بگڑے بلکہ حق کو پہچاننا بھی مشکل ہو گیا۔ قرآنِ مجید نے اس ذہنیت کی اصلاح کرتے ہوئے واضح کیا کہ اللہ کی ہدایت میں تبدیلی ایک سنگین گمراہی ہے۔ یہود کا ایک رویہ یہ بھی تھا کہ وہ اللہ کے کلام کو سننے کے باوجود اس کے معانی بدل دیتے اور اپنی خواہشات کے مطابق اس کی تعبیر کرتے تھے۔ قرآن نے اس طرزِ عمل کی سختی سے مذمت کی تاکہ یہ واضح ہو کہ جان بوجھ کر ہدایت کو بدل دینا بڑی گمراہی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"أَفَتَطْمَعُونَ أَن يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِن بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ"[36]

"کیا تم امید رکھتے ہو کہ وہ تمہاری بات مان لیں گے، حالانکہ ان میں ایک گروہ ایسا بھی رہا ہے جو اللہ کا کلام سنتا تھا، پھر اسے سمجھ لینے کے بعد جان بوجھ کر بدل دیتا تھا؟"

بعض یہود اللہ کے کلام کو سننے اور سمجھنے کے باوجود اپنے مفادات اور خواہشات کی بنا پر اس میں تحریف کر دیتے تھے۔ یہ عمل لاعلمی نہیں بلکہ شعوری طور پر کیا جاتا تھا، جس سے اس کی سنگینی مزید بڑھ جاتی ہے۔ اس آیت سے یہ سبق ملتا ہے کہ دینی امانت میں خیانت اور حق کو جان بوجھ کر بدل دینا شدید گمراہی ہے، اس لیے لازم ہے کہ انسان حق کو سمجھ کر دیانت داری سے قبول کرے اور آگے پہنچائے۔ سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 75 کی تفسیر میں تفسیر "مظہر القرآن" میں بیان کیا گیا ہے:

"قرآنِ مجید نے اس بات کو واضح کیا کہ بعض لوگ اللہ کے کلام کو سننے کے بعد جان بوجھ کر اس میں تحریف کرتے تھے، حالانکہ وہ حقیقت کو پہچان چکے ہوتے تھے۔ یہ عمل محض علمی کمزوری نہیں بلکہ ایک دانستہ انحراف تھا جس کا مقصد اپنے مفادات کو محفوظ رکھنا تھا۔"[37]

قرآنِ مجید کے مطابق دین میں اصل معیار اللہ کی نازل کردہ ہدایت ہے، نہ کہ انسان کی خواہشات۔ جب انسان اپنی مرضی کو دین پر ترجیح دیتا ہے تو وہ حق سے دور ہو کر فکری بگاڑ کا شکار ہو جاتا ہے، اسی لیے قرآن ہدایت کو اس کی اصل صورت میں محفوظ رکھنے پر زور دیتا ہے۔ تحریف صرف الفاظ کی تبدیلی نہیں بلکہ معانی کی تبدیلی بھی ہے، جس سے دین اصل پیغام سے ہٹ کر انسانی خواہشات کا تابع بن جاتا ہے۔ اس کے اثرات اخلاق، معاشرت اور اجتماعی زندگی پر بھی پڑتے ہیں اور حق و باطل کا فرق دھندلا ہو جاتا ہے۔ قرآن انسان کو سکھاتا ہے کہ وہ اپنی خواہشات کو ہدایت کے تابع کرے اور حق کو اس کی اصل صورت میں قبول کرے، کیونکہ یہی راستہ توازن، سکون اور کامیابی کا ذریعہ ہے۔

یہود کا انکارِ حق

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 34-56

یہود کے بعض عقائد اور رویّوں میں یہ انحراف نمایاں تھا کہ وہ حق کو پہچان لینے کے باوجود اسے قبول نہیں کرتے تھے۔ یہ رویہ لاعلمی نہیں بلکہ حسد، عناد اور دنیوی مفادات کی بنا پر تھا، جس نے ان کے دلوں کو سخت کر دیا۔ قرآنِ مجید نے واضح کیا کہ حق کو جان کر اس کا انکار انسان کو مزید گمراہی میں مبتلا کرتا ہے۔ وہ پہلے ایک نبی کے آنے کی امید رکھتے تھے، مگر جب حق ان کے سامنے آیا تو تعصب اور ضد کی وجہ سے اسے قبول نہ کیا۔ قرآن اس رویّے کی اصلاح کرتے ہوئے انسان کو تعصب سے بچنے اور حق کو دیانت داری سے قبول کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُم مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ"[38]

"اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے ایک کتاب آئی جو اس کی تصدیق کرنے والی تھی جو ان کے پاس تھی، اور وہ اس سے پہلے کافروں پر فتح کی دعا کرتے تھے، پھر جب ان کے پاس وہ چیز آئی جسے وہ پہچانتے تھے تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا، پس اللہ کی لعنت ہے کافروں پر۔"

یہود نبی آخر الزمان ﷺ کے منتظر تھے اور اس پر فخر بھی کرتے تھے، لیکن جب آپ ﷺ تشریف لائے اور حق واضح ہو گیا تو انہوں نے تعصب اور ضد کی وجہ سے انکار کر دیا۔ یہ رویّہ اس بات کی علامت ہے کہ انہوں نے حق کو جاننے کے باوجود اپنی خواہشات کو ترجیح دی۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ انسان کو حق کو پہچان کر بلا تعصب قبول کرنا چاہیے، ورنہ علم کے باوجود انکار سخت مواخذے کا سبب بنتا ہے۔ اس سے متعلق سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 89 کی تفسیر میں تفسیر "مظہر القرآن" میں بیان کیا گیا ہے:

" قرآنِ مجید نے اس حقیقت کو بیان کیا کہ وہ اس نبی کو پہچانتے تھے جس کے اوصاف ان کی کتابوں میں موجود تھے، لیکن جب وہ نبی ان کے سامنے آیا تو انہوں نے اسے ماننے سے انکار کر دیا۔ یہ انکار دراصل علمی کمزوری نہیں بلکہ دل کی ضد اور حسد کا نتیجہ تھا۔"[39]

آیتِ مبارکہ یہ واضح کرتی ہے کہ ہدایت صرف علم حاصل کرنے سے نہیں بلکہ اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے سے ملتی ہے۔ جب انسان تعصب یا ذاتی مفاد کی بنا پر حق کو رد کرتا ہے تو وہ گمراہی کی طرف بڑھتا ہے، اور یہ رویہ قرآن کے مطابق نہایت سنگین ہے۔ انکارِ حق انسان کے باطن پر اثر انداز ہوتا ہے، یہاں تک کہ دل سخت ہو جاتا ہے اور سچائی قبول کرنے کی صلاحیت کمزور پڑ جاتی ہے، جس کے باعث وہ نصیحت اور دلیل سے فائدہ نہیں اٹھا پاتا۔ اس کے معاشرتی اثرات بھی واضح ہیں کہ انصاف، دیانت اور سچائی کمزور ہو جاتی ہیں اور معاشرہ فکری و اخلاقی زوال کا شکار ہو جاتا ہے۔ قرآن انسان کو خواہشات کے بجائے حق کو ترجیح دینے کی تعلیم دیتا ہے۔ آخرکار قرآن کا پیغام یہ ہے کہ انسان سچائی کو اخلاص کے ساتھ قبول کرے، کیونکہ یہی اسے فکری وضاحت، روحانی سکون اور درست راستے پر استقامت عطا کرتی ہے۔

یہود کا کتمانِ حق

یہود کے رویّوں میں ایک اہم انحراف کتمانِ حق تھا، یعنی حق کو جاننے کے باوجود اسے چھپانا۔ انہوں نے علم کو امانت کے بجائے مفادات کے لیے استعمال کیا، جس سے معاشرہ گمراہی کا شکار ہوا۔ قرآن نے اس عمل کو سنگین خیانت قرار دے کر اس کی سخت

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 34-56

مذمت کی ہے۔ حالانکہ علماء کی ذمہ داری حق کو واضح کرنا ہے، اور اس سے انحراف معاشرتی گمراہی کا سبب بنتا ہے، اسی لیے قرآن نے اس عمل کی شدید مذمت کی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَاأَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِن بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ ۙ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ"[40]

"بے شک جو لوگ ہماری نازل کردہ واضح نشانیوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں، اس کے بعد کہ ہم اسے لوگوں کے لیے کتاب میں بیان کر چکے، یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے بھی ان پر لعنت کرتے ہیں۔"

اس آیت کی تشریح کے مطابق جو لوگ حق کو جاننے کے باوجود اسے چھپاتے ہیں وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کی گمراہی کا سبب بھی بنتے ہیں۔ قرآن نے اس عمل کو سنگین جرم قرار دیتے ہوئے ایسے لوگوں پر لعنت کی وعید بیان کی ہے۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ علم ایک امانت ہے جسے دیانت داری سے پہنچانا ضروری ہے، جبکہ اسے چھپانا یا بدلنا سخت قابلِ مواخذہ عمل ہے۔ اس سے متعلق سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 159 کی تفسیر میں تفسیر "مظہر القرآن" میں بیان کیا گیا ہے:

"قرآنِ مجید نے یہ واضح کیا کہ جو لوگ اللہ کی نازل کردہ واضح دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں، وہ دراصل ایک ایسی سنگین غلطی کے مرتکب ہوتے ہیں جو نہ صرف ان کے لیے نقصان دہ ہے بلکہ پوری انسانیت کے لیے بھی گمراہی کا سبب بنتی ہے، کیونکہ علم کا مقصد اسے ظاہر کرنا اور لوگوں کی رہنمائی کرنا ہے۔"[41]

آیتِ مبارکہ یہ واضح کرتی ہے کہ علم ایک امانت ہے جس کا تقاضا ہے کہ اسے درست صورت میں لوگوں تک پہنچایا جائے۔ جب انسان علم کو چھپاتا ہے یا مفاد کے لیے استعمال کرتا ہے تو وہ اس امانت میں خیانت کرتا ہے، جس سے معاشرے میں حق و باطل کا فرق دھندلا ہو جاتا ہے۔ قرآن نے اس رویّے کو نہایت سنگین قرار دیا ہے۔

کتمانِ حق انسان کے باطن کو بھی متاثر کرتا ہے، یہاں تک کہ اس میں دیانت اور اخلاص کمزور پڑ جاتا ہے اور ضمیر متاثر ہو جاتا ہے۔ جب یہ رویہ اجتماعی سطح پر پھیل جائے تو معاشرہ فکری انتشار اور اخلاقی زوال کا شکار ہو جاتا ہے، اور انصاف بھی متاثر ہوتا ہے۔ یہ رویہ اس بات کی علامت ہے کہ انسان نے مفاد کو حق پر ترجیح دے دی ہے، حالانکہ دین کا تقاضا یہ ہے کہ حق کو ہر حال میں ظاہر کیا جائے۔ قرآن انسان کو حق گوئی اور امانت داری کی طرف دعوت دیتا ہے۔ آخرکار کتمانِ حق انسان کو خود فریبی میں مبتلا کر دیتا ہے، جبکہ اس کے برعکس قرآن کا پیغام یہ ہے کہ علم کو امانت سمجھ کر اسے بیان کیا جائے۔ یہی اصول فرد اور معاشرے دونوں کو سچائی، دیانت اور کامیابی کی طرف لے جاتا ہے۔

خلاصہ بحث

زیرِ نظر تحقیقی مطالعے میں تفسیر مظہر القرآن میں تقابلِ ادیان سے متعلق مباحث کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس تحقیق کا بنیادی مقصد یہ واضح کرنا تھا کہ قاضی مظہر اللہ دہلوی نے قرآنِ مجید کی آیات کی تشریح کرتے ہوئے مختلف مذاہب کے عقائد، نظریات اور مذہبی رویّوں کو کس انداز سے بیان کیا ہے اور ان کے مقابلے میں اسلامی تعلیمات، بالخصوص عقیدۂ توحید، رسالت، آخرت اور اصلاحِ عقائد کو کس

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 34-56

طرح نمایاں کیا ہے۔ تفسیر مظہر القرآن میں تقابلِ ادیان کے مباحث کسی مستقل عنوان کے تحت محدود نہیں بلکہ مختلف قرآنی آیات کی تفسیر کے ضمن میں منتشر انداز میں سامنے آتے ہیں۔ مفسر نے یہود، نصاریٰ، مشرکین، مجوس اور دیگر غیر اسلامی مذہبی تصورات سے متعلق قرآنی اشارات کی وضاحت کرتے ہوئے ان کے عقائد کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے۔ اس ضمن میں خاص طور پر توحید، تثلیث، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیثیت، حضرت عزیر علیہ السلام کے بارے میں یہود کا عقیدہ، تحریفِ کتب، کتمانِ حق، انکارِ حق، آخرت اور نجات کے تصورات جیسے اہم موضوعات زیرِ بحث آئے ہیں۔ تفسیر مظہر القرآن میں نصاریٰ کے عقائد کے حوالے سے عقیدۂ تثلیث اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں غلو کی تردید نمایاں طور پر ملتی ہے۔ مفسر نے قرآنِ مجید کی روشنی میں یہ واضح کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول اور بندے ہیں، انہیں الوہیت یا ابنیت کا درجہ دینا اسلامی عقیدۂ توحید کے منافی ہے۔ اسی طرح اہلِ کتاب کو کلمۃ سواء یعنی خالص توحید کی طرف دعوت دینے کے قرآنی اسلوب کو بھی نمایاں کیا گیا ہے۔ یہود کے عقائد کے ضمن میں تحریفِ کتاب، انکارِ حق، کتمانِ حق، انبیاء علیہم السلام کی مخالفت، حضرت عزیر علیہ السلام کے بارے میں غلو اور اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں نامناسب تصورات کا ذکر کیا گیا ہے۔ تفسیر مظہر القرآن ان مباحث کو محض تنقید کے طور پر پیش نہیں کرتی بلکہ قرآن کی ہدایات کی روشنی میں صحیح عقیدہ اور درست طرزِ عمل کی طرف رہنمائی بھی فراہم کرتی ہے۔ غیر سامی مذاہب کے ضمن میں مشرکین عرب اور مجوس کے عقائد کا جائزہ بھی سامنے آتا ہے۔ مشرکین عرب کے بارے میں واضح کیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو خالق و رازق ماننے کے باوجود عبادت میں دوسروں کو شریک کرتے تھے۔ اسی طرح فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دینے جیسے باطل تصورات کی بھی تردید کی گئی ہے۔ مجوس کے حوالے سے ثنویت کے تصور اور نور و ظلمت کے دو مستقل سرچشموں کے نظریے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسلامی توحید کی جامعیت کو نمایاں کیا گیا ہے۔ تفسیر مظہر القرآن کا اندازِ بیان سادہ، مختصر، عام فہم اور اصلاحی ہے۔ مفسر نے غیر ضروری مناظرانہ تفصیلات سے گریز کرتے ہوئے قرآن کے بنیادی پیغام کو واضح کرنے پر توجہ دی ہے۔ تقابلِ ادیان کے مباحث میں بھی یہی اسلوب اختیار کیا گیا ہے، جس سے قاری کو مختلف مذہبی عقائد کا تعارف حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ اسلامی عقیدہ کی بنیادی خصوصیات بھی سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

نتائج بحث

1۔ تفسیر مظہر القرآن میں تقابلِ ادیان کے مباحث قرآنِ مجید کی متعلقہ آیات کی تشریح کے ضمن میں موجود ہیں اور ان میں مختلف مذاہب کے عقائد و نظریات کا تقابلی جائزہ لیا گیا ہے۔

2۔ تفسیر مظہر القرآن میں تقابلِ ادیان کا بنیادی محور عقیدۂ توحید ہے۔ مختلف مذاہب کے عقائد کے تجزیے کے ذریعے خالص توحید کی اہمیت کو نمایاں کیا گیا ہے۔ مفسر نے نصاریٰ کے عقیدۂ تثلیث، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت اور ابنیت کے تصور کی قرآن کی روشنی میں تردید کی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت و بندگی کو واضح کیا ہے۔ اہلِ کتاب کے حوالے سے تحریفِ کتاب، معنوی تحریف، کتمانِ حق اور انکارِ حق جیسے موضوعات کو اہمیت دی گئی ہے اور ان کے ذریعے دینی امانت، صداقت اور حق پسندی کی ضرورت واضح کی گئی ہے۔

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 34-56

3۔ تفسیر مظہر القرآن میں یہود کے بعض اعتقادی و عملی انحرافات، مثلاً حضرت عزیر علیہ السلام کے بارے میں غلو، انبیاء کی مخالفت اور اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں غلط تصورات کا ذکر ملتا ہے۔ مشرکین عرب کے عقائد کے تجزیے سے یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ محض اللہ تعالیٰ کو خالق مان لینا کافی نہیں بلکہ عبادت بھی صرف اسی کے لیے مخصوص کرنا ضروری ہے۔ مجوس کے حوالے سے ثنویت کے تصور کا ذکر کرتے ہوئے اسلامی عقیدۂ توحید کی جامعیت اور وحدانیتِ الٰہی کو نمایاں کیا گیا ہے۔

4۔ تفسیر مظہر القرآن میں تقابلِ ادیان کا مقصد صرف دوسرے مذاہب کی تردید یا تنقید نہیں بلکہ قرآن کے پیغام کی روشنی میں صحیح عقیدہ کی وضاحت اور انسان کو حق کی طرف رہنمائی کرنا ہے۔ مفسر نے اہلِ کتاب کے ساتھ گفتگو کے قرآنی اسلوب، خصوصاً کلمۃ سواء، کو اہمیت دی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلافِ عقیدہ کے باوجود دعوت، حکمت اور علمی مکالمے کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔

5۔ تفسیر مظہر القرآن کا اسلوب سادہ، مختصر، رواں اور عام فہم ہے، جس کی وجہ سے تقابلِ ادیان کے پیچیدہ موضوعات بھی نسبتاً آسان انداز میں سمجھ میں آتے ہیں۔

6۔ تفسیر میں تقابلِ ادیان کے مباحث زیادہ تر قرآنی نصوص کی تشریح پر مبنی ہیں، اس لیے ان کا بنیادی منہج قرآن فہمی اور اسلامی عقائد کی توضیح سے مربوط ہے۔

7۔ تفسیر مظہر القرآن میں مذہبی اختلافات کے ساتھ ساتھ اصلاحِ عقائد اور اخلاقی تربیت کو بھی اہمیت دی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مفسر کے نزدیک مذہبی مطالعہ کا مقصد محض معلومات کا حصول نہیں بلکہ عملی اصلاح بھی ہے۔

8۔ تفسیر مظہر القرآن برصغیر کی تفسیری روایت میں تقابلِ ادیان کے حوالے سے ایک مفید ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے، بالخصوص ان مباحث کے لیے جہاں قرآنِ مجید نے سابقہ ادیان اور ان کے عقائد کا ذکر کیا ہے۔

9۔ تفسیر مظہر القرآن کے تقابلی مباحث میں اسلامی عقائد کی جامعیت، اعتدال اور سادگی نمایاں طور پر سامنے آتی ہے۔

10۔ بین المذاہب مکالمے کے لیے دوسرے مذہب کے بنیادی عقائد سے واقفیت ضروری ہے، تاہم یہ مکالمہ علمی دیانت، حکمت، اعتدال اور حسنِ اخلاق کے ساتھ ہونا چاہیے۔

سفارشات

1۔ تفسیر مظہر القرآن میں تقابلِ ادیان سے متعلق تمام مباحث کو یکجا کر کے ایک مستقل تحقیقی مطالعہ مرتب کیا جائے تاکہ اس تفسیر کے تقابلی منہج کی جامع تصویر سامنے آسکے۔

2۔ تفسیر مظہر القرآن میں یہود، نصاریٰ، مشرکین، مجوس اور دیگر مذاہب کے حوالے سے موجود مباحث کا الگ الگ موضوعاتی تجزیہ کیا جائے۔

3۔ مفسر کے تقابلی منہج کا دیگر معروف تفاسیر، خصوصاً تفاسیر برصغیر کے ساتھ تقابلی مطالعہ کیا جائے تاکہ ان کے اسلوب اور منہج کی امتیازی خصوصیات زیادہ واضح ہو سکیں۔

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 34-56

4۔ تفسیر مظہر القرآن میں مذکور تقابلی مباحث کے بنیادی قرآنی مصادر اور تفسیری آخذ کی مزید تحقیق کی جائے تاکہ مفسر کے علمی مصادر اور منہجِ استدلال کا تعین زیادہ واضح انداز میں کیا جاسکے۔ جامعات کے شعبہ ہائے اسلامیات میں تفسیر مظہر القرآن کو تقابلِ ادیان، علوم القرآن اور تفسیری مطالعات کے ضمن میں تحقیقی موضوع کے طور پر متعارف کرایا جائے۔

5۔ تفسیر مظہر القرآن کے جدید علمی و تحقیقی تعارف کے لیے اس کے موضوعاتی مباحث کی فہرست اور تحقیقی اشاریہ مرتب کیا جائے، جس سے محققین کے لیے متعلقہ مواد تک رسائی آسان ہو۔

6۔ عصرِ حاضر میں مذہبی تنوع اور بین المذاہب تعلقات کی اہمیت کے پیش نظر تفسیر مظہر القرآن کے تقابلی مباحث کو جدید تقابلی مذہبی مطالعات کے تناظر میں از سرِ نو جانچا جائے۔

Refrences

1. Muhammad Younis Bari, *Jami' al-Sifat* (Lahore: Idara Mazhar-e-Islam, 2015), 25.
2. Muhammad Mas'ud Ahmad, *Fatawa-e-Mazhariya* (Karachi: Idara Mas'udiya, 2021), 78.
3. Muhammad Younis Bari, *Jami' al-Sifat*, 147.
4. Muhammad Masroor Ahmad, *Khazinah al-Khayrat*, 123.
5. Muhammad Mas'ud Ahmad, *Fatawa-e-Mazhariya*, 145.
6. Muhammad ibn Isma'il al-Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, Kitab al-'Ilm, Bab Fadl al-'Ilm (Beirut: Dar Tawq al-Najat, 2001), hadith 71.
7. Qur'an, Aal 'Imran 3:104.
8. Muhammad Younis Bari, *Jami' al-Sifat*, 258.
9. Yasir Jawad, *Mazahib-e-'Alam ka Encyclopedia* (Karachi: Idarat al-Ma'arif, 2015), 168.
10. 'Ali Murtaza Abu Khuzaymah, *Taqabul-e-Adyan-e-'Alam* (Lahore: Dar al-Salam, 2009), 68.
11. Mahmood al-Rashid Hudooti, *Mutala'ah-e-Mazahib* (Lahore: Maktabah Islamiyyah, 2005), 125.
12. Mian Manzoor Ahmad, *Taqabul-e-Adyan wa Mazahib* (Lahore: Ilmi Book House, 2003), 158.
13. Qur'an, al-Nisa' 4:171.
14. Muhammad Mazharullah Shah Dehlawi, *Tafsir Mazhar al-Qur'an*, vol. 1 (Lahore: Zia al-Qur'an Publications, 2010), 325.
15. Qur'an, Aal 'Imran 3:78.
16. Dehlawi, *Tafsir Mazhar al-Qur'an*, 1:268.
17. Qur'an, Aal 'Imran 3:64.
18. Dehlawi, *Tafsir Mazhar al-Qur'an*, 1:201.
19. Qur'an, al-Ma'idah 5:73.
20. Dehlawi, *Tafsir Mazhar al-Qur'an*, 1:269.
21. Qur'an, al-Baqarah 2:111.
22. Dehlawi, *Tafsir Mazhar al-Qur'an*, 1:257.

CC BY

Islamabad Islamicus Research Journal
ISSN: 2707-7225(print), 2707-7233 (online)
Vol 09, No 01, Jan- Jun 2026
Publisher: Islamabad Education & Relief Foundation
Open Access at: www.islamabadislamicus.com
Email:islamabadislamicus@gmail.com
Page No: 34-56

23. Qur'an, al-Nisa' 4:171.
24. Dehlawi, *Tafsir Mazhar al-Qur'an*, 1:359.
25. Qur'an, Luqman 31:25.
26. Dehlawi, *Tafsir Mazhar al-Qur'an*, 2:298.
27. Qur'an, al-Zukhruf 43:43.
28. Dehlawi, *Tafsir Mazhar al-Qur'an*, 2:589.
29. Qur'an, al-Hajj 22:17.
30. Dehlawi, *Tafsir Mazhar al-Qur'an*, 1:189.
31. Qur'an, al-Baqarah 2:87.
32. Dehlawi, *Tafsir Mazhar al-Qur'an*, 1:268.
33. Qur'an, Aal 'Imran 3:19.
34. Qur'an, al-Tawbah 9:30.
35. Dehlawi, *Tafsir Mazhar al-Qur'an*, 1:472.
36. Qur'an, al-Baqarah 2:75.
37. Dehlawi, *Tafsir Mazhar al-Qur'an*, 1:298.
38. Qur'an, al-Baqarah 2:89.
39. Dehlawi, *Tafsir Mazhar al-Qur'an*, 1:286.
40. Qur'an, al-Baqarah 2:159.
41. Dehlawi, *Tafsir Mazhar al-Qur'an*, 1:287.

Bibliography

1. Al-Qur'an
2. Abu Khuzaymah, 'Ali Murtaza. Taqabul-e-Adyan-e-'Alam. Lahore: Dar al-Salam, 2009.
3. Al-Bukhari, Muhammad ibn Isma'il. Sahih al-Bukhari. Kitab al-'Ilm, Bab Fadl al-'Ilm. Beirut: Dar Tawq al-Najat, 2001.
4. Dehlawi, Muhammad Mazharullah Shah. Tafsir Mazhar al-Qur'an. Lahore: Zia al-Qur'an Publications, 2010.
5. Muhammad Masroor Ahmad. Khazinah al-Khayrat. Lahore: Idara Mazhar-e-Islam, 2020.
6. Muhammad Mas'ud Ahmad. Fatawa-e-Mazhariya. Karachi: Idara Mas'udiya, 2021.
7. Muhammad Younis Bari. Jami' al-Sifat. Lahore: Idara Mazhar-e-Islam, 2015.
8. Mahmood al-Rashid Hudooti. Mutala'ah-e-Mazahib. Lahore: Maktabah Islamiyyah, 2005.
9. Mian Manzoor Ahmad. Taqabul-e-Adyan wa Mazahib. Lahore: Ilmi Book House, 2003.
10. Al-Naysaburi, Muslim ibn al-Hajjaj. Sahih Muslim. Beirut: Dar al-Turath al-'Arabi, 1409 AH.
11. Yasir Jawad. Mazahib-e-'Alam ka Encyclopedia. Karachi: Idarat al-Ma'arif, 2015.